پروفیسر امین اللہ وثیر

احمد ابنِ زیدون

(۲)

ادبِ ابنِ زیدون

ابنِ زیدون نظم و نثر دونوں کا بادشاہ ہے، دونوں میں اسے مہارت تامہ ہے اور وہ ان اصناف پر مکمل طور پر قابض و متصرف ہے، اس کی مندرجہ ذیل تصانیف ہیں:

(۱) شعروں کا ایک دیوان، (۲) رسائل (خطوط)۔ (۳) کہا جاتا ہے کہ اس نے فنِ تاریخ میں بھی ایک کتاب لکھی لیکن افسوس کہ دستبردِ زمانہ سے وہ ہم تک نہ پہنچ سکی اور ہم اس قدر قابلِ قدر تصنیف سے محروم رہ گئے۔

اس کا دیوان مصر میں چھپ چکا ہے، اس کی بڑی اچھی اچھی شرحیں اور حواشی لکھے گئے۔ ۱۹۳۲ء میں کامل گیلانی نے بمعیت عبدالرحمٰن خلیفہ، یہ دیوان مع حواشیِ مفیدہ بڑی آب و تاب کے ساتھ شائع کیا، اس نسخے کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ سب سے پہلے ایک مبسوط مقدمے میں ابن زیدون کے حالاتِ زندگی اور اس کے کلامِ شعر و نثر پر خوب بحث کی ہے۔ پھر متن کے نیچے تمام مشکل مقامات کی بڑی اچھی تشریح کی گئی ہے۔ اس کے بعد اس کے "رسائل" درج کئے گئے ہیں اور سب سے آخر میں ابن بسام اور نفح الطیب للمقری وغیرہ سے اس کا تذکرہ نقل کیا ہے۔ موجودہ دور کے ممتاز اہلِ قلم حضرات کی تقاریظ جو ابن زیدون پر لکھی گئیں۔ بھی شامل ہیں، اس مجموعے میں المعتضد اور المعتمد من بنی عباد کے حالات بیان کرنے کے بعد ان کا نمونۂ کلام بھی موجود ہے۔ ساتھ ہی "معارضات الشعراء" نقل کیے گئے ہیں۔ "شعر ابن زیدون" کے نام سے ابن زیدون کے کلام

کا انتخاب کرم البستانی نے مع تحقیق وتشریح بیروت سے ۱۹۵۲ میں شائع کیا۔

ابن زیدون کے "قصیدۂ اندلسیہ" (جو تقریباً ۶۰ اشعار پر مشتمل ہے) کا ایک نسخہ غوطا میں موجود ہے، اس کے دیوان کا ایک نسخہ جو ناقص شکل میں ہے۔

"المکتبة الخدیویة" مصر میں موجود ہے قریب قریب ۲۶۰ صفحات میں پھیلا ہوا ہے اس کے "رسالہ ہزلیہ" کو لیبلک سے ۱۷۵۵ء میں عربی اور لاطینی دونوں زبانوں میں شائع کیا گیا۔ اس کا ترکی میں ترجمہ بھی موجود ہے۔[۳۴]

اس کے اشعار کو بحسبِ فنون مندرجہ ذیل چار اہم ابواب میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(۱) غزل وحنین اور وصف الطبیعة۔ (۲) شکویٰ وعتاب۔ (۳) مدح ورثا۔ (۴) اغراضِ مختلفہ، کرم البستانی نے یہی ترتیب ملحوظ رکھی ہے۔ موجودہ دیوان میں غزل وحنین اور وصفِ طبیعت پر ۲۷ عنوان، شکویٰ وعتاب کے ۵ عنوان، مدح ورثا کے تحت ۴۷ اور اغراضِ مختلفہ کے ضمن میں ۲۳ منظومات موجود ہیں۔

اس کے ممدوحین میں مندرجہ ذیل لوگ شامل ہیں:

(۱) ابوالحزم بن جہور صاحبِ قرطبہ۔ (۲) ابوالولید بن ابوالحزم المذکور۔ (۳) المعتضد والی اشبیلیہ۔ (۴) المعتمد بن المعتضد۔ (۵) الوزیر ابوعبداللہ بن عبدالعزیز۔ (۶) ذوالوزارتین الکاتب ابوعلی بن جبلة۔ (۷) سیف الدولہ المظفر صاحب بطلیوس۔ (۸) ذوالوزارتین ابوعامر۔ (۹) ابوالقاسم بن رفق۔ (۱۰) السلطان بادیس والی غرناطہ۔ (۱۱) اس کی اپنی محبوبہ ولّادة بنت المستکفی باللہ۔

اس نے ان لوگوں کے مرثیے لکھے:

(۱) ابوالحزم بن جہور۔ (۲) ام ابن جہور۔ (۳) المعتضد باللہ۔ (۴) ام المعتضد السیدة الکبریٰ۔ (۵) ابنة المعتضد۔ (۶) ابوبکر بن ذکوان۔

نیچے دیے ہوئے لوگوں کی ہجو کی:

(۱) اس کا حریف اعظم ابن عبدوس۔ (۲) بنو جہور (بعد الفرار من قرطبہ)

---

[۳۴] تاریخ آداب اللغة العربیة جلد ۳ ص ۵۴

"رسائل" کے مخاطبین میں ذیل کے لوگ شامل ہیں:

(۱) ابن جہور۔ (۲) الوزیر ابن عبدوس۔ (۳) المعتضد باللہ۔ (۴) المظفر۔
(۵) ابومسلمۃ[۳۵]

فضیلتِ ابن زیدون

عربی ادب کے اکثر نقاد کے نزدیک ابن زیدون اپنے زمانے کے اندلس کا سب سے بڑا شاعر مانا گیا ہے۔ علمائے ادب نے اسے سلامتِ شعر، سہولت اور روانیٔ طبع کی وجہ سے "بحتری الغرب" کا خطاب دیا۔

ہر شاعر میں چند ایسی خصوصیات ضرور ہوتی ہیں جن کا مقابلہ کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔ اسی طرح ابن زیدون کے طبقے کے مقابلے میں مثلاً ابن ہانی کے طبقے کو پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اربابِ علم اس بات پر متفق ہیں اور ناقدین کی پختہ رائے ہے کہ ابن زیدون کی نثر بھی نظم کہے جانے کی مستحق ہے، اس کی نثر میں بھی روحِ شعری موجود ہے اور اس میں شعریت کے معانی و اسالیب مکمل طور پر پائے جاتے ہیں۔

یہ بات ہر جگہ پائی جانی ناممکن ہے اور جہاں تک ہم جانتے ہیں ایک انسان میں دو چیزوں — کمالِ نظم و نثر — کا بیک وقت پایا جانا نادرات میں سے ہے۔ فطرت ان دونوں کو شاذ ہی ایک ہستی میں جمع کیا کرتی ہے۔ ابن زیدون کے ہاں شعر کہنے کی تڑپ اور تمنا ہمہ وقت موجود رہتی ہے۔ اگرچہ وہ نثر میں بھی باکمال ماہرِ فن ادیب ہے لیکن اس کی نثر نظم کے مقابلے میں بہر حال کمتر ہے، اُسے جب ضرورت پڑتی ہے نثر کو اپنے مقاصد کی انجام دہی اور خدمت کے لیے بلا لیتا ہے اور پھر خوب کھل کر داد حاصل کرتا ہے لیکن اس کے کلامِ شعری کا مقابلہ کسی صورت نہیں کیا جا سکتا۔ وہ اشعار جو اس کے قلب و روح کی آواز ہیں، جنھیں وہ احساسات وجذبات کی انتہائی گہرائیوں سے نکال کر لاتا ہے۔

جس طرح ابن زیدون لکھنے میں ماہر ہے بالکل اسی طرح خطابت میں بھی اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ وہ بڑا فصیح اللسان ہے، وہ کثرتِ بیان کا مالک ہے، اس کی طبیعت سے

---

[۳۵] دیوان ص۳۱۲

فصاحت و بلاغت پھوٹ پھوٹ کر نکلتی ہے۔ وہ فی البدیہ کہنے میں کسی سے پیچھے نہیں۔
ابن بسام کا بیان اس بارے میں خاصا اہم ہے:

اخبرنی من لا ادفع خبرہٗ من اشبیلیۃ، قال: عھدی بابی الولید قائما علیٰ جنازۃٍ لبعض حرمہ والناس یعزونہ علیٰ اختلاف طبقاتہم فما سمع یجیب بھا، اجاب بہٖ غیرہٗ بسعۃ میدانہ وحضور جنانہٖ۔[۳۶]

"مجھے اشبیلیہ کے ایک معتبر شخص نے بتایا: مجھے ابوالولید (ابن زیدون) کی زندگی کا وہ واقعہ اب تک یاد ہے جبکہ وہ اپنے اہل خانہ میں سے ایک کے جنازے پر کھڑا تھا۔ لوگ اس سے تعزیت کر رہے تھے اور وہ ہر ایک کو مناسب طریقے سے جواب دے رہا تھا لیکن کسی نے یہ نہیں سنا کہ اس نے جن الفاظ سے ایک کا شکریہ ادا کیا دوسرے کے سامنے وہی الفاظ دہرائے ہوں یہ اس کی وسعتِ معلومات کا نتیجہ تھا۔"

بیان کیا جاتا ہے کہ اس جنازے کے حاضرین میں کم از کم ایک ہزار بڑے بڑے امراء و وزراء بھی شامل تھے اور ان سب کا شکریہ اس نے خود ہی ادا کرنا تھا، یہاں ضرورت تھی کہ ہر ایک کی مہربانی اور احسان کی تعریف کرنے کے لیے ہزار مختلف قسم کی عبارتیں جداگانہ اسالیب اور بے شمار مضامین ہوں، یہ بات کتنی مشکل اور کتنی دشوار ہے خصوصاً ایک ایسے انسان کے لیے جس کا جگر پارا غم ہو گیا ہو، جس پر غموں اور مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہوں لیکن ابن زیدون ـــ کلام اس کی لونڈی اور خادمہ ہے۔ اسے تو مضامین نو اور اسالیب مختلفہ سوچنے اور جمع کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔

ولکنہ صوب العقول اذا انبرت سحائب منہ اعقبت بسحائب[۳۷]

"وہ تو عقل و فہم کی بارش ہے کہ جب اس کے بادل آتے ہیں تو مسلسل چلے آتے ہیں۔"

جب کوئی شاعر محسوس کرتا ہے کہ اس کا کلام پڑھ کر لوگ حیران و ششدر رہ جائیں گے اور اس کی شخصیت میں اُن کی دلچسپی بڑھ جائے گی تو وہ اپنے شعر و ادب کو دلچسپ اور دلکشا بنانے کے لیے ہمہ تن مصروف ہو جاتا ہے اور اسی میں اپنے کو پورے طور پر مشغول بنا لیتا ہے۔

---

۳۶ کنوز اجداد ص۲۵۲
۳۷ ایضاً ص۲۵۳

وہ پھر اتنی کوشش اور جدو جہد سے کام لیتا ہے کہ اس سے زیادہ کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ اور قدرت خود بھی اس کی مدد کے لیے آمادہ ہو جاتی ہے۔

ابن زیدون ایک کھیل کھیل رہا ہے، وہ ایک ساحرِ شعبدہ باز کی طرح ہمارے سامنے جلوہ گر ہوتا ہے، اس کا تعجب انگیز تماشا اور مسحور کن کھیل شہرت کی انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔ اس نے دلوں کو احساس و وجد سے بھر دیا، اس نے ہماری قوتِ سمع میں جادو پھونک دیا، اس نے اپنے شاندار ادب اور بے مثال کلام کی بدولت پہلے زندگی میں اور پھر مرنے کے بعد بھی سعادت و خوش بختی حاصل کی، اس میں ہم اس کا مقابلہ عمر بن ابی ربیعہ سے کر سکتے ہیں، اس کو بھی یہی علوِ شان اور قدر و منزلت حاصل تھی[۳۸]۔

ابن زیدون کے "رسائل" کو پڑھ کر اس کی طرزِ تحریر اور اسلوب بیان کا اچھی طرح پتہ چل جاتا ہے۔ اس نے جس ماحول میں پرورش پائی اور پھلا پھولا، وہ بڑی عیش و عشرت اور خوشحالی کا زمانہ تھا۔ اگرچہ بعد میں اندرونی شورشیں برپا ہونے لگی تھیں۔ جس گہوارے میں اس نے آنکھیں کھولیں وہ علم و ادب کا گہوارہ تھا۔ اس کا سارا گرد و پیش ہی ان حالات میں گھرا ہوا تھا۔ اس کے ادب پر اس کے اختیاراتِ ملکیہ، تدبیر و سیاستِ مملکت، مناصبِ جلیلہ اور عام حادثاتِ زمانہ کا گہرا اور عمیق اثر نمایاں ہے، اس نے اپنے رسائل میں پوری سرگرمی، جانفشانی، جد و جہد اور سعی و کوشش سے کام لیا ہے، اس کے دونوں رسالوں ۔ الجدیہ و الہزلیہ ۔ سے اس کے اسلوب اور روحِ اصلی کا علم ہوتا ہے۔ یہ اسلوب اور طرزِ ادا بڑا واضح اور بامعنیٰ ہے، یہ بتاتا ہے کہ اندلسیوں کا ادب اور ثقافت خالص عربی تھی، یہ لوگ حفظ اشعار و امثالِ عربیہ اور حکمت و موعظت کے بڑے دلدادہ تھے، وہ ایامِ جاہلیت اور صدرِ اسلام کی فصاحت و بلاغت اور روانی و سلاست کے شیدائی تھے۔ انھوں نے اپنی ثقافت میں قدیم و جدید تاریخ امم کی مدد حاصل کی اور مفید اضافے کیے۔ وہ ایران کے اکاسرہ اور روم کے قیاصرہ سے بخوبی واقف تھے، اُن کو بادشاہوں اور بڑے لوگوں کے اخبار و حالات کا پوری طرح علم ہوتا تھا۔

ابنِ زیدون کو فصاحت و بلاغت، حکم و امثال اور حفظ اشعار و ادبیات میں مہارتِ تامہ

---

[۳۸] کنوز الاجداد ص ۲۵۹

تھی، وہ انہی کے سہارے پورے پورے خوبصورت فقرے اور مکمل جملے بناتا ہے اور مخاطب کو اپنے مافی الضمیر سے اچھی طرح آگاہ کرتا ہے[39]

مندرجہ بالا بیان سے واضح ہوتا ہے کہ ابن زیدون کتنا فصیح و بلیغ انسان تھا، اسے دوسرے ادا کیے ہوئے کلمات و محاورات پر، اپنے استعمال میں لانے کی بڑی قدرت تھی، وہ حسنِ بیان اور جدتِ اسلوب میں بڑا ماہر تھا۔ وہ اپنے رسائل کے ذریعے کلامِ غیر پر اپنی قدرت اور وسعتِ معلومات، اور اپنی ذکاوتِ طبعی کا مظاہرہ کر رہا ہے[40]

ابن زیدون تمام اصنافِ کلام پر قادر ہے، نظم ہو یا نثر، مدح ہو یا ہجو، غزل ہو یا رثا، غرضیکہ کوئی گوشہ ایسا نہیں جس سے وہ واقف اور شناسا نہ ہو، وہ ہر موضوع پر بے دھڑک ہو کر لکھتا ہے اور بہت خوب لکھتا ہے۔

الضبی کا کہنا ہے :

"احمد .... ابن زیدون من اھل قرطبۃ شاعر مقدمٌ و بلیغٌ مجودٌ کثیر الشعر، قبیح الھجاء"[41]

احمد بن زیدون اہل قرطبہ میں سے ایک عظیم شاعر، طبعِ رواں رکھنے والا ایک صاحبِ بلاغت ادیب، بہت زیادہ شعر کہنے والا، اور بدترین ہجو لکھنے والا تھا۔

ادب کی باگ دوڑ اس وقت مشرق کے ہاتھوں میں تھی، ابن العمید اور اس کے مدرسہ فکر کے پیرو کاروں کی سارے زمانے میں دھوم مچی ہوئی تھی، ابن العمید کا اسلوبِ نگارش عربی ادب میں عام طور پر سند مانا جاتا تھا۔ ابن زیدون کو یہ خوبصورت اسلوب اور طرزِ تحریر بڑا پسند آیا، اور اس نے اسی کو اپنانے کی کوشش کی لیکن اس نے سجع بندی کی طرف خاص توجہ نہ دی اس لیے کہ اس کے نزدیک یہ چیز کسی خاص اہمیت و عظمت کی حامل نہ تھی اور نہ ہی فنِ کتابت میں اس کی بدولت کوئی قابلِ تعریف اضافہ ہو سکتا تھا۔ حادثات و واقعاتِ زمانہ نے ابن زیدون کو ادب و کتابت کے دروازے پر لا کھڑا کیا۔ خوش قسمتی سے اسے ابن جہور کے سکریٹری کا عہدہ ملا۔ یہی

---

۳۹ الادب العربی وتاریخہ ص۳۱-۱۲۷، ۴۰ الادب العربی وتاریخہ ص۳۲-۱۲۷،
۴۱ بغیۃ الملتمس ص۱۷۱

"عہدۂ کتابت" کے نام سے مشہور تھا، اس کا کام یہ تھا کہ شاہان و امرائے اندلس کے خطوط و رسائل کے جوابات تحریر کرے۔ اسی جگہ رہ کر اس کے فن کی تکمیل ہوئی، اس کا درجہ بلند ہو گیا اور فنی و ادبی تحریر میں پختگی پیدا ہو گئی[۴۲]

ابن خاقان کی مندرجہ ذیل عبارت، اُس کے ادب پر بہترین تنقید ہے:

قال: "هو زعيم الفئة القرطبية ونشأة الدولة الجبهورية الذى بهر بنظامه وظهر كالبدر ليلة تمامه فجاء عن القول بسحر، قصائده ابهى نفثا لم يصرفه الا بين ريحان وراح ولم يطلعه الا في مؤانسات وأفراح ـــ ولا تردى منه الاخطوة كالشمس عند الدلوك فشرف بضائعه وادهف بدائعه وروائعه"[۴۳]

"اہل قرطبہ کا سردار اور دولتِ جمہوریہ کا لیڈر۔ جو انتظام سلطنت کی وجہ سے ہمعصروں پر فوقیت لے گیا اور بدر کامل کی طرح چمکا۔ سحر بیانی سے کام لیا۔ اس کے قصائد پُر رونق اور پُر بہار ہیں جو عموماً مئے و گل اور جشن و تقریب سے متعلق ہیں ــ اس راستے سے اگر وہ کبھی ہٹتا بھی ہے تو ایسے جیسے سورج ڈھلنے کے وقت ایک قدم آگے بڑھاتا ہے اس نے متاعِ شعری کو خوب رواج دیا اور اس کے معانی و مطالب کو بلندی بخشی۔"

کامل جیلانی نے "ادب ابن زیدون" کے عنوان کے تحت مندرجہ ذیل سطور رقم کی ہیں:

"بہت کم ایسے عربی ادیب ہیں جن کے ہاتھوں میں نظم و نثر دونوں کی باگیں ہوں اور اگر کہیں اتفاق سے ایسا ہوا بھی تو ایک صنف دوسری سے ضرور ممتاز و مختلف رہی ہے۔ لیکن ابن زیدون کا معاملہ اس سے قطعاً جُداگانہ ہے۔ اگر آپ اس کی نثر دیکھیں تو خیال ہو گا۔ یہی سب کچھ ہے اور غالباً نظم بھی اس درجے اور مرتبے کی با ترکیب و ترتیب نہیں ہو سکتی، پھر آپ اس کی نظم کا مطالعہ کریں تو اس کی جدت اور سلاست آپ کو نثر کی یاد بھلا دے گی۔ ہم یہ بات انصاف سے بعید سمجھتے ہیں کہ ابن زیدون کو محض ایک ممتاز ناظم یا ایک ممیز ناثر تسلیم کیا جائے ہم جو کچھ اس کے بارے میں کہہ سکتے ہیں یہی ہے کہ وہ بیان و ادبِ عربی کے زعما اور ارکان میں سے

---

۴۲ المفصل فی الادب العربی ص۱۵۰ ۴۳ قلائد العقیان ص۹

ایک ہے۔

"لاتکاد تقرء قطعةً مختارةً من شعره او نثره حتی تملأ نفسك بهجة وسروراً وینسیك شعره کلّ شیء آخر"

"جب تم اس کی نثر یا نظم کا کوئی منتخب ٹکڑا پڑھو گے تمھارا دل مسرت و شادمانی سے لبریز ہو جائے گا اور اس کے اشعار تمھیں دنیا کی ہر چیز سے بے نیاز کر دیں گے"

ابن زیدون علم و فضل، شعر و ادب، عشق و محبت و دنیوی اقتدار، سیاست و حکمت، غرضیکہ ہر شعبہ زندگی میں کامل و اکمل تھا۔ اس کا دل بڑا حساس اور شاعرانہ تصورات کی آماجگاہ تھا۔ کے حسن و جمال، خوبصورت ماحول، عیش و تنعم، دنیاوی سعادت و نعمت اور انسانی طبیعت کی مرغوب اشیا کی فراوانی کا اثر اس نے قبول کیا، اسے ہجر و فراق کے صدمے اٹھانے پڑے۔ اس کے دل میں سوز و گدازِ عشق کے شعلے بھڑکتے رہے، اس نے وہ کچھ دیکھا اور محسوس کیا اور اس کا وہی انسان اندازہ کر سکتا ہے، جیسے ستمہائے روزگار سے دوچار ہونا پڑا ہو۔ جس نے تلخی حیات سے کام و دہن کو لبریز کیا ہو:

حسن أفانین لم تستوف اعیننا غایاته بأفانین من النظر

"نظر کے مختلف انداز رکھنے کے باوجود ہماری نگاہیں اس کے حسن کے مختلف گوشوں تک رسائی نہیں پا سکتیں"

اس نے حکومت و سلطنت کی شان و شوکت دیکھی اور پھر نکبت و ادبار کی دبیز گھٹائیں اس کے ماحول پر چھائی رہیں۔ ضروری تھا کہ یہ تمام اسباب و عوامل شاعر کی طبع نازک پر اثر انداز ہوں۔ اگر ہم ابن زیدون کے ادب اور شاعری سے کما حقہٗ واقفیت حاصل کر پائیں تو صاف آواز سنائی دے گی۔

ما مرّ من هذه الدنیا بنو زمن الّا وعندی من اخبارهم طرف

"دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں گذری جس کے بارے میں کچھ نہ کچھ معلومات میرے پاس موجود نہ ہوں"

اس کے کلام میں المعرّی کی ثقافت، وسعتِ معلومات، ادب و لغت پر غلبہ اور تمکن، اسالیبِ مختلفہ کی پوری پوری محافظت، ابو تمام کی طرح امثلہ کی فراوانی، بحتری کی نظم و ترتیب، ابن الرومی کی سلاست اور روانی اور متنبی کی سی قوتِ ادائے بیان کے نمونے پائے جاتے ہیں۔ اس کی غزلیات پڑھتے پڑھتے انسان محسوس کرتا ہے کہ وہ عباس بن الاحنف، الشریف الرضی اور المجنون کی سلاست و رقت سے بہرہ ور ہو رہا

ہے اس کی "اخوانیات" کو پڑھتے وقت ابن الرومی یاد آجاتا ہے، اس کی تحریر کا عکس آنکھوں کے سامنے رقص کرنے لگتا ہے گویا وہ ابوالقاسم التوزی سے مخاطب ہے اور اپنا "الہمزیہ" گنگنا رہا ہے ابن زیدون کے رسائل کا مطالعہ کرتے وقت دماغ خواہ نخواہ جاحظ اور معری کے رسائل کی طرف گھوم جاتا ہے — وسعتِ اخبار و امثال، کثرتِ استشہاد، تہکم، استخفاف، یہ سب چیزیں ان رسائل کی نمایاں خوبیوں میں شامل ہیں[۴۴]۔

ابن بسام کی یہ عبارت بڑی معرکۃ الآرا ہے :

"قال ابو الحسن، کان ابو الولید غایۃ منثور و منظوم وخاتمۃ شعراء بنی مخزوم، احد من خبر الأیام خبراً وفاق الأنام صراً وصرف السلطان نفعاً و ضراً، ووسع البیان نظماً و نثراً الی ادب لیس للبحر تدفقہ و للبدر تألقہ وشعر لیس للسحر بیانہ ولا للنجوم الزھر اقترانہ وحظ من النثر غریب المعانی، شعری الالفاظ و المعانی - وقد اخرجت من اشعارہ التی ھی حجول وغرر ونوادر درر[۴۵]۔

ابوالولید نظم و نثر کی انتہا تک جا پہنچا تھا - وہ بنو مخزوم کا آخری شاعر تھا - اس نے زمانے بھر کی معلومات بہم پہنچائیں اور تمام لوگوں پر فوقیت لے گیا اس نے نفع و خیر کو عام کیا - اس نے نظم و نثر کو وسعت دی - اس کی طبعِ رواں کا مقابلہ سمندر بھی نہیں کر سکتا، اور درخشانی میں بدرِ کامل بھی اس کا مدِ مقابل نہیں ہے - اس کے اشعار میں جادو سے زیادہ اثر ہے اور چمکتے ہوئے ستارے بھی اس کے سامنے ٹھہر نہیں سکتے - اس کی نثر کو مطالبِ غریبہ کا وافر حصہ ملا ہے اور اس کے الفاظ و معانی میں شعریت بدرجہ اُتم پائی جاتی ہے - میں نے اس کے عمدہ اور بلند پایہ اشعار کا انتخاب کیا ہے "

ابن زیدون اندلس میں اپنے زمانے کا "زعیم الشعرا" تھا - کوئی تعجب کی بات نہیں - اگر کہا جائے کہ اس کا ادب اس پُر رونق زمانے کے ادب و ثقافت کی سچی تصویر اور آئینہ ہے -

---

۴۴ دیوان ص ۵۵ ۴۵ دیوان ص ۲۰۹